قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہو سکتی

(المصلح الموعود رض)

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ خالد ربوہ

تبوک ۱۳۵۳ ہش

ستمبر ۱۹۷۴ء

شرح چندہ:

سالانہ : سات روپے

ماہوار : ستر پیسے

بیرون پاکستان ہوائی ڈاک: اڑھائی پونڈ

بیرون پاکستان بیرونی ڈاک: ڈیڑھ پونڈ

ایڈیٹر
محمد شفیق قیصر

شمائل احمد

پیارے بچو!

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے شمائل احمد کے نام سے ایک کتاب شائع کی ہے جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقدس صحابہ کی بیان کردہ روایات کی روشنی میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مقدس زندگی کے واقعات کو بہت ہی ایمان افروز رنگ میں بیان کیا گیا ہے۔ یہ کتاب پاکستان بننے سے پہلے قادیان میں چھپی تھی اور ایک عرصہ سے نایاب تھی اب مجلس نے اسے دوبارہ چھاپ دیا ہے۔

ہر احمدی بچے کو یہ کتاب خود خرید کر پڑھنی چاہیئے اور اپنے غیر احمدی دوستوں کو بھی پڑھنے کے لئے دینی چاہیئے تاکہ ان کو بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مقدس زندگی کے حالات کا علم ہوسکے۔

(کتاب خط لکھکر شعبہ اشاعت خدام الاحمدیہ سے منگوا سکتے ہیں)

قیمت : سوا روپیہ

(مینجر شعبہ اشاعت)
خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم
استبقوا الخیرات

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا ترجمان

"تیری عاجزانہ راہیں اس کو پسند آئیں"
(الہام المسیح الموعودؑ)

"قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہو سکتی"
(المصلح الموعودؓ)

ماہنامہ خالد ربوہ

جلد ۲۰	تبوک ۱۳۵۳ھش	شمارہ ۱۱

ستمبر ۱۹۷۴ء

ایڈیٹر
محمد شفیق قیصر

فہرست

پبلشر:- محمد شفیق قیصر

پرنٹر:- سید عبدالحی

مطبع:- ضیاء الاسلام پریس ربوہ

مقام اشاعت:- دفتر ماہنامہ خالد دارالصدر جنوبی - ربوہ

سالانہ چندہ:- سات روپے

قیمت فی پرچہ:- ستر پیسے

سیرۃ النبیؐ

اشاعتِ دین کی خاطر ابتلاء و آزمائش

رسول کریمؐ نے اپنے تئیں ایک انسان کی حیثیت سے دنیا کے سامنے پیش کیا۔ دنیا نے دیکھا، پرکھا اور جانچا، پھر سرِ تسلیم خم کر دیا کہ اس آسمان کے نیچے اور اس زمین پر آج تک ایسا کامل المعیار انسان پیدا نہیں ہو سکا نہ قیامت تک پیدا ہو سکے گا۔ دنیا کو یہ بھی ماننا پڑا کہ افضل البشر اور خیر الناس کا خطاب محمدؐ کے سوا کسی اور انسان پر زیب نہیں دے سکا اس لئے محمدؐ نے دنیا سے الگ رہ کر اپنی زندگی نہیں گزاری، ایک انسان کی طرح ان تمام مرحلوں کو طے کیا جن سے زندگی میں کسی انسان کا سابقہ پڑ سکتا ہے، اور ہر مرحلہ پر دنیا کو یہ ایمان لانا پڑا کہ ایسا انسان جو اس کردار کا حامل ہو صرف وہی سزاوارِ نبوت ہو سکتا ہے۔

اعلانِ نبوت کے بعد!

جب آپؐ نے اپنی نبوت کا اعلان کیا تو کفارِ عرب کا ایک بڑا حصہ پیچ و تاب کھانے لگا، آپؐ کو طرح طرح کی اذیتیں دینا، مبتلائے مصائب کرنا، توہین کرنا، پریشان کرنا، آپؐ کے راستے میں کانٹے بچھانا، اس نے اپنا شعار بنا لیا لیکن آپؐ کی جبینِ استقامت پر بل نہیں آئے۔ آپؐ ہر خطرہ سے بے پروا ہو کر، مخالفت سے بے نیاز ہو کر، ہر دشمنی سے غیر متاثر ہو کر، رب کا پیام رب کے بندوں تک پہنچاتے رہے، انہیں سیدھے راستہ کی دعوت دیتے رہے، انہیں بتاتے رہے کہ تم غلط راستے پر چل رہے ہو، حق اور صداقت کا راستہ وہ ہے جس کی طرف میں بلا رہا ہوں۔

کافروں نے آپؐ کا اور آپؐ کے خاندان کا بائیکاٹ کر دیا اور اس ترکِ موالات کا سلسلہ تقریباً تین سال تک جاری رہا۔ یہ تین برس مصائب و نوائب کے دن تھے لیکن خدا کے برگزیدہ نبیؐ نے ان مصائب کی ذرا بھی پرواہ نہ کی اور اپنے کام میں لگا رہا۔ ایک روز آپؐ مسجد حرام میں تشریف لائے، وہاں بہت سے سردارانِ عرب بیٹھے ہوئے تھے، ابوجہل بھی موجود تھا، اس نے آپؐ کا مذاق اڑانا شروع کیا۔ بعض دوسرے لوگوں نے بھی اس کا ساتھ دیا۔ آپؐ نے ان باتوں کے جواب میں اگر کچھ فرمایا تو یہ "وہ دن قریب آ رہا ہے کہ جس دین کی تم مخالفت کر رہے ہو، کل اسی میں (جوق در جوق) داخل ہو گے!" اور واقعات کی شہادت موجود ہے کہ بالآخر یہ ارشادِ نبویؐ پورا ہو کر رہا۔

اپنی صداقت پر اعتماد!

ابوطالبؓ کا انتقال بجائے خود آنحضرتؐ کے لئے ایک بہت بڑا سانحہ تھا۔ ابوطالبؓ کے چند ہی روز بعد حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کا بھی انتقال ہو گیا۔ حضرت خدیجہؓ کے انتقال کا بھی آپؐ کو بہت صدمہ ہوا۔ یہ وہی بیوی تھیں جنہوں نے زندگی کے ہر دور میں پوری وفاشعاری اور محبت کے ساتھ آپؐ کا ساتھ دیا تھا، کفار کے لئے بھی ابوطالبؓ اور خدیجۃ الکبریٰؓ کا وجود بہت بڑی روک تھا۔ ان دونوں کے انتقال کے بعد وہ کھل کھیلے اور آنحضرتؐ کو نت نئی اذیتیں دینے میں آزاد ہو گئے۔

ایک مرتبہ کسی بدبخت نے آپؐ کے سر پر کیچڑ ڈال دی۔ آپؐ اسی حالت میں گھر تشریف لائے۔ حضرت فاطمہؓ یہ حالت دیکھ کر بیقرار ہو گئیں۔ وہ جلدی سے اٹھیں اور آپؐ کا سر دھونے لگیں، سر دھوتی جاتی تھیں اور روتی جاتی تھیں کہ فضا حق و صداقت کے پیامبرؐ کی آواز سے گونجی۔

"بیٹی تو روتی کیوں ہے؟ تیرے باپ کا محافظ خود خدا ہے!"

کتنا اطمینان، کتنا استقلال تھا ان الفاظ میں!

طائف کا سفر!

خدیجہؓ اور ابوطالبؓ کی وفات کے بعد چونکہ کفار کا جوشِ ایذا رسانی بہت بڑھ گیا تھا لہٰذا آپؐ نے دعوت و ارشاد کے لئے کسی دوسرے شہر میں جانے کی ٹھانی، چنانچہ آپؐ طائف تشریف لے گئے۔ طائف میں خاندانِ عمیر سب سے بڑا اور سب کا سردار تھا۔ یہ خاندان تین بھائیوں پر مشتمل تھا۔ سب سے پہلے آپؐ ان تینوں کے پاس پہنچے اور اسلام کی دعوت دی۔ ایک نے کہا: "اگر خدا نے تجھے پیمبر بنا کر بھیجا ہے تو خود ہی کعبہ کا پردہ چاک کرنے کا سامان کیا ہے" دوسرے نے جواب دیا "کیا خدا کو (منصبِ نبوت کے لئے) تیرے سوا کوئی اور نہیں جڑتا تھا؟" تیسرا بولا: "اگر آپ سچے ہیں تو آپ سے بات چیت کرنا ادب کے خلاف ہے اور اگر جھوٹے ہیں تو شائستہ گفتگو نہیں!"

آپؐ عمیر کے ہاں سے مایوس ہو کر پھرے۔ اس خاندان کے لوگوں نے شہر کے غنڈوں اور شوریدہ پشتوں کو بھڑکا دیا اور وہ آپؐ پر ٹوٹ پڑے۔ اس حلقہ کی طرف سے جب آپؐ گزرے تو مجمع نے آپؐ کے پائے مبارک پر پتھراؤ شروع کیا، یہاں تک کہ آپؐ کی نعلین (جوتے) خون سے بھر گئیں۔ جب آپؐ زخموں کی شدت سے نڈھال ہو کر بیٹھ جاتے، یہ شقی آپؐ کا بازو تھام کر پھر کھڑا کر دیتے۔ اور جب آپؐ پھر چلنے لگتے تو آپؐ پر پتھروں کی بارش شروع ہو جاتی۔ سنگباری کے ساتھ ساتھ آپؐ کے تعاقب میں گالیاں اور تالیاں بھی چلیں۔ آخر آپؐ انگور کے ایک باغ میں پناہ گزین ہو گئے۔ اس وقت ایک فرشتہ نظر آیا، اس نے کہا "یا رسولؐ! اگر

آپ کہیں تو طائف والوں پر اِن پہاڑوں کو دے مارا جائے؟" آپؐ نے فرمایا" اے خدا ایسا نہ کر، شاید ان کی نسل سے کوئی تیرا پرستار پیدا ہو" یہ باغ ایک کافر لیکن نیک نہاد سردار عتبہ بن ربیع کا تھا، اس نے آپؐ کی خدمت میں انگور پیش کئے اور بالآخر آپؐ وہاں سے بچ کر نکل آئے۔

قبائل کو دعوتِ اسلام

حج کے زمانے میں مختلف قبائل، مکہ کے آس پاس آ کر خیمہ زن ہوتے آپ ان سب کے پاس جاتے اور اسلام کی دعوت دیتے۔ عرب میں مختلف میلے بھی لگتے تھے آپؐ وہاں بھی تشریف لے جاتے اور خدا کا پیام بندوں تک پہنچاتے۔ ابولہب سایہ کی طرح آپؐ کے ساتھ ساتھ لگا رہتا اور آپؐ کی تقریر کے بعد کہتا "یہ شخص جھوٹا ہے!" لیکن آپؐ ذرا بھی پرواہ نہ کرتے اور اپنے کام میں لگے رہتے۔

ابوجہل کی شرارت!

ایک مرتبہ آپؐ حرم کعبہ میں نماز پڑھ رہے تھے، متعدد رؤسائے قریش بھی موجود تھے، ابوجہل بھی بیٹھا ہوا تھا، آپؐ کو عبادت کرتے ہوئے دیکھ کر بولا: "کاش کوئی اس وقت نجاست سمیت اونٹ کی اوجھڑی لے آتا اور محمدؐ جب سجدہ میں جاتا تو گردن پر ڈال دیتا" عتبہ نے کہا یہ کام میں کر سکتا ہوں۔ چنانچہ واقعی اس نے اپنا کہا پورا کیا اور اوجھڑی لا کر سجدہ کی حالت میں آپؐ کی گردن میں ڈال دی۔ قریش قہقہے لگانے لگے اور جوشِ مسرت سے بے قابو ہو گئے۔ کسی طرح یہ خبر حضرت فاطمہ زہراؓ کو پہنچی۔ آپ بہت کم سن تھیں، صرف پانچ چھ سال کی عمر تھی، لیکن سنتے ہی جوشِ محبت سے بے قابو ہو کر دوڑی دوڑی آئیں، اوجھڑی ہٹائی اور عقبہ کو بددعا دی۔

عقبہ بن ابی معیط!

ایک مرتبہ آپؐ حرم کعبہ میں نماز پڑھ رہے تھے، عقبہ بن ابی معیط شرارت پر آمادہ ہو گیا۔ اس نے آپؐ کے گلوئے مبارک میں چادر لپیٹ کر اس زور سے کھینچی کہ آپؐ گر پڑے لیکن نہ آپؐ نے اس سے انتقام لیا، نہ اسے کچھ کہا، نہ اپنے کام سے باز آئے۔

استقلال کی انتہا!

جب آپؐ کی دعوت پھیلنے لگی تو قریش کا ایک گروہ بہت خوفزدہ ہوا۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ پرانا دین مٹے اور نیا دین اس کی جگہ لے لے۔ وہ پرانے دین کے لئے ہر قسم کے ایثار پر تیار تھے، ہر قسم کی رشوت دینے پر تیار تھے،

ہر قسم کا سودا کرلینے پر آمادہ تھے۔

چنانچہ عتبہ بن ربیعہ قریش کی طرف سے آپؐ کے پاس پیام لیکر آیا اور گویا ہوا۔ "محمدؐ! آخر تم چاہتے کیا ہو؟ اگر دولت و ثروت کی تمنا ہے تو ہم سیم و زر سے تمہارا دامن بھر سکتے ہیں۔ اور اگر کسی اونچے گھرانے میں شادی کرنے کا ارادہ ہے تو اس کا بندوبست بھی ہم کر سکتے ہیں، اگر مکہ کی حکومت چاہیئے تو حاضر ہے لے لو لیکن اپنی حرکتوں سے باز آجاؤ اور ہمارے دین پر ضرب نہ لگاؤ!" آپؐ نے یہ سب باتیں خاموشی سے سُنیں اور ارشاد فرمایا:۔

قل أئنكم لتكفرون بالذى خلق الارض في يومين وتجعلون له انداداً، ذٰلك رب العٰلمين۔ (القرآن)

(اے محمدؐ) کافروں سے کہدو کیا تم لوگ خدا کا انکار کرتے ہو جس نے دو دن میں یہ زمین پیدا کر ڈالی اور تم خدا کے شریک بناتے ہو حالانکہ وہی ایک سارے جہان کا ربّ ہے۔

عتبہ یہ الفاظ سُن کر متاثر ہوا اور خاموشی سے لوٹ آیا۔ اس نے واپس آکر جواب دیا: "محمدؐ کا کلام شاعری نہیں کچھ اور چیز ہے، انہیں ان کے حال پر چھوڑ دو۔"

چاند سُورج!

ابوطالب کی زندگی میں آنحضرتؐ کو پیام اسلام سے مجتنب کرنے کی بہت سی کوششیں ہوئیں۔ تہدید و ترہیب کے ساتھ بھی اور ترغیب و تحریص کے ساتھ بھی لیکن سب رائگاں گئیں۔ آخر قریش نے تنگ آکر ابوطالب سے کہا، "تمہارا بھتیجا ہمارے معبودوں کی توہین کرتا ہے لہذا یا تو تم بیچ سے ہٹ جاؤ، ورنہ کھل کر اس کے ساتھ میدان میں آؤ۔"

ابوطالب سارے قریش سے جنگ کرنا نہیں چاہتے تھے، نہ اس صورتِ حال کا آسانی مقابلہ کر سکتے تھے۔ وہ رسول اللہؐ کے پاس پہنچے، اور کہا "بیٹے! مجھ پر اتنا بوجھ نہ ڈالو کہ میں متحمل نہ ہو سکوں۔" آنحضرتؐ کے لئے ابوطالب کی ذات خدا کے بعد سب سے بڑا سہارا تھی۔ آپؐ نے با چشمِ پُرنم چچا کو جواب دیا: "خُدا کی قسم اگر یہ لوگ میرے ایک ہاتھ میں سورج اور ایک میں چاند دے دیں تب بھی میں اپنے فرض کو انجام دیتا رہوں گا۔ یا تو خدا اس کام کو تکمیل تک پہنچائے گا یا میں اس کی تکمیل کے لئے اپنی جان قربان کر دوں گا۔"

آپؐ نے یہ باتیں ابوطالب سے کچھ ایسے اثر انگیز الفاظ میں کہیں کہ ان کی لغزشِ پاء استقلال میں کوہِ گراں بن گئی۔ انہوں نے اپنے محبوب بھتیجے سے کہا، "تو جو کچھ کرتا ہے کر، کوئی تیرا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔" (رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :-

"پس اے نادانو! خوب سمجھو، اے غافلو! خوب سوچ لو کہ بغیر سچی پاکیزگی ایمانی اور اخلاقی اور اعمالی کے کسی طرح رہائی نہیں۔ اور جو شخص ہر طرح سے گندہ رہ کر پھر اپنے تئیں مسلمان سمجھتا ہے وہ خدا تعالےٰ کو نہیں بلکہ وہ اپنے تئیں دھوکہ دیتا ہے۔ اور مجھے ان لوگوں سے کیا کام جو سچے دل سے دینی احکام اپنے سر پر نہیں اٹھالیتے اور رسول کریمؐ کے پاک جوئے کے نیچے صدق دل سے اپنی گردنیں نہیں دیتے اور راستبازی کو اختیار نہیں کرتے، اور فاسقانہ عادتوں سے بیزار ہونا نہیں چاہتے، اور ٹھٹھے کی مجالس کو نہیں چھوڑتے، اور ناپاکی کے خیالوں کو ترک نہیں کرتے، اور انسانیت اور تہذیب اور صبر اور نرمی کا جامہ نہیں پہنتے بلکہ غریبوں کو ستاتے اور عاجزوں کو دھکے دیتے اور اکڑ کر بازاروں میں چلتے اور تکبر سے کرسیوں پر بیٹھتے ہیں، اور اپنے تئیں بڑا سمجھتے ہیں اور کوئی بڑا نہیں مگر وہی جو اپنے تئیں چھوٹا خیال کرے۔ مبارک وہ لوگ جو اپنے تئیں سب سے زیادہ ذلیل اور چھوٹا سمجھتے ہیں اور شرم سے بات کرتے ہیں۔

اور غریبوں اور مسکینوں کی عزّت کرتے اور عاجزوں سے تعظیم سے پیش آتے ہیں، اور کبھی شرارت اور تکبّر کی وجہ سے ٹھٹھا نہیں کرتے اور اپنے ربّ کریم کو یاد رکھتے ہیں اور زمین پر غریبی سے چلتے ہیں۔ سو مَیں بار بار کہتا ہوں کہ ایسے ہی لوگ ہیں جن کے لئے نجات تیار کی گئی ہے۔ جو شخص شرارت اور تکبّر اور خود پسندی اور غرور اور دُنیا پرستی اور لالچ اور بدکاری کے دوزخ سے اِس جہان میں باہر نہیں وہ اُس جہان میں کبھی باہر نہیں ہوگا۔ مَیں کیا کروں اور کہاں سے ایسے الفاظ لاؤں جو اس گروہ کے دلوں پر کارگر ہوں۔ خدایا مجھے ایسے الفاظ عطا فرما اور ایسی تقریریں الہام کر جو دلوں پر اپنا نُور ڈالیں اور اپنی تریاقی خاصیّت سے اِن کے زہر کو دُور کر دیں۔ میری جان اِس شوق سے تڑپ رہی ہے کہ کبھی وہ بھی دن ہو کہ اپنی جماعت میں بکثرت ایسے لوگ دیکھوں جنہوں نے درحقیقت جھوٹ چھوڑ دیا اور ایک سچّا عہد اپنے خدا سے کر لیا کہ وہ ہر ایک شر سے اپنے تئیں بچائیں گے اور تکبّر سے جو تمام شرارتوں کی جڑ ہے بالکل دُور جا پڑیں گے اور اپنے ربّ سے ڈرتے رہیں گے۔ مگر ابھی تک بجُز خاص چند آدمیوں کے ایسی شکلیں مجھے نظر نہیں آتیں۔"

(اشتہار التوائے جلسہ ۲۷ر دسمبر ۱۸۹۳ء مندرجہ شہادت القرآن)

روزہ اور اس کی اہمیت!

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ - کُلُّ عَمَلِ ابْنِ اٰدَمَ لَهٗ اِلَّا الصِّیَامَ فَاِنَّهٗ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ
بِهٖ - وَالصِّیَامُ جُنَّةٌ فَاِذَا کَانَ یَوْمُ صَوْمِ اَحَدِکُمْ فَلَا یَرْفُثْ وَلَا یَصْخَبْ
فَاِنْ سَابَّهٗ اَحَدٌ اَوْ قَاتَلَهٗ فَلْیَقُلْ: اِنِّیْ صَائِمٌ - وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِهٖ
لَخُلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ اَطْیَبُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ رِیْحِ الْمِسْكِ - لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ
یَفْرَحُهُمَا: اِذَا اَفْطَرَ فَرِحَ، وَاِذَا لَقِیَ رَبَّهٗ فَرِحَ بِصَوْمِهٖ" (بخاری کتاب الصوم)

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے انسان کے سب کام اس کے اپنے لئے ہیں مگر روزہ میرے لئے ہے اور میں خود اس کی جزا بنوں گا یعنی اس کی نیکی کے بدلہ میں اُسے اپنا دیدار نصیب کروں گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے روزہ ڈھال ہے پس تم میں سے جب کسی کا روزہ ہو تو نہ وہ بیہودہ باتیں کرے نہ شور و شر کرے اگر اس سے کوئی گالی گلوچ ہو یا لڑے جھگڑے تو وہ جواب میں کہے میں نے تو روزہ رکھا ہوا ہے قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں محمدؐ کی جان ہے روزے دار کے مُنہ کی بُو اللہ تعالیٰ کے نزدیک کستوری سے بھی زیادہ پاکیزہ اور خوشگوار ہے روزہ دار کے لئے دو خوشیاں مقدر ہیں ایک خوشی اُسے اُس وقت ہوتی ہے جب وہ روزہ افطار کرتا ہے اور دوسری اُس وقت ہو گی جب روزے کی وجہ سے اسے اللہ تعالیٰ کی ملاقات نصیب ہو گی۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ:
مَنْ لَّمْ یَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِهٖ فَلَیْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ فِیْ اَنْ یَّدَعَ طَعَامَهٗ
وَشَرَابَهٗ" (بخاری کتاب الصوم)

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص جھوٹ بولنے اور جھوٹ پر عمل کرنے سے اجتناب نہیں کرتا اللہ تعالیٰ کو اس کے بھوکا پیاسا رہنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ یعنی ایسے کا روزہ رکھنا بیکار ہے۔

عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَیْدِ اللّٰهِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

كَانَ إِذَا رَأَى الْهِلَالَ قَالَ: "اَللّٰهُمَّ أَهِلَّهُ عَلَيْنَا بِالْأَمْنِ وَالْإِيمَانِ وَالسَّلَامَةِ وَالْإِسْلَامِ، رَبِّي وَرَبُّكَ اللّٰهُ، هِلَالُ رُشْدٍ وَخَيْرٍ"

(ترمذی کتاب الدعوات)

حضرت طلحہ بن عبید اللہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب نیا چاند دیکھتے تو یہ دُعا کرتے۔ اے میرے خدا! یہ چاند امن و امان، صحت و سلامتی کے ہمراہ نکلے۔ اے چاند! میرا رب اور تیرا رب اللہ تعالیٰ ہے۔ تو خیر و برکت اور رشد و بھلائی کا چاند بن۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "صُومُوا لِرُؤْيَتِهِ وَأَفْطِرُوا لِرُؤْيَتِهِ، فَإِنْ أُغْمِيَ عَلَيْكُمْ فَأَكْمِلُوا عِدَّةَ شَعْبَانَ ثَلَاثِينَ" وَفِي رِوَايَةِ مُسْلِمٍ: "فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَصُومُوا ثَلَاثِينَ يَوْمًا"

(بخاری کتاب الصوم)

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تم چاند دیکھ کر روزہ شروع کرو اور چاند دیکھ کر افطار کرو یعنی عید مناؤ۔ اور اگر دُھند یا بادل کی وجہ سے انتیس تاریخ کو چاند نہ دیکھ سکو، یا چاند اُس روز ہوا ہی نہ ہو تو شعبان اور اسی طرح رمضان کے تیس ۳۰ دن پورے کرو۔ مسلم کی روایت میں ہے کہ اگر تم بادل کی وجہ سے چاند نہ دیکھ سکو تو تیس دن کے روزے رکھو۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "إِذَا جَاءَ رَمَضَانُ فُتِحَتْ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ وَغُلِّقَتْ أَبْوَابُ النَّارِ وَصُفِّدَتِ الشَّيَاطِينُ"

(بخاری کتاب الصوم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب رمضان کا مہینہ آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیطان کو جکڑ دیا جاتا ہے۔

(حدیقۃ الصالحین صفحہ ۱۹۰ تا ۱۹۲)

مکرم محمد عمر دراز صاحب ٹانگیور

دُنیا کی مختلف اقوام میں خدا کا تصوّر

دنیا کی تمام اقوام میں خدا کا تصور کسی نہ کسی صورت میں ضرور پایا جاتا ہے یہاں تک کہ دنیا کی غیر مہذّب اور وحشی اقوام میں بھی ایک بالا ہستی کا تصوّر پایا جاتا ہے۔

(۱) آسٹریلیا کی قدیم اقوام جو دنیا سے الگ تھلگ بستی تھیں ان کے ایک قبیلہ ارنٹا نامی میں ایک ایسے خدا کا تصور موجود تھا جو آسمان پہ رہتا ہے اسے وہ التجرا (Altjira) کہتے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ وہ حلیم ہے اور سزا نہیں دیتا اسلئے اس کی عبادت کی ضرورت نہیں۔

(۲) اسی طرح آسٹریلیا کے قدیم وحشی باشندے نورنڈیرے (Nurrendire) کو شریعت دینے والا خدا سمجھتے ہیں اور دو جلو نامی ایک وحشی قبیلہ نوزیلی (Nurelli) نامی خدا کا پرستار ہے۔

(۳) میکسیکو کی قوم جو بہت پرانی سمجھی جاتی ہے، کا عقیدہ ہے کہ خدا ایک ہے جس کا نام اوونا ولونا (Awona wilona) ہے جو سب کا خالق ہے اور سب باپوں کا باپ ہے۔ ابتداء میں جب کچھ نہ تھا تو ولونا نے خیال کیا اور کائنات بن گئی۔

(۴) زرتشتیوں کا خدا کے متعلق یہ خیال ہے کہ اس سے صرف نور آتا ہے تکلیف اور مصیبت اس کی طرف سے نہیں آتی اسلئے وہ خدا کے مقابلہ میں ایک ایسی طاقت کو تسلیم کرتے ہیں جس سے ظلمت، گناہ اور تکلیف پیدا ہوتی ہے یعنی دنیا کے تغیرات ان دو بالا ہستیوں کا نتیجہ ہیں۔ خیر کے خدا کا نام "یزدان" اور شر کے خدا کا نام "اہرمن" بتاتے ہیں۔

(۵) افریقہ کے قدیم باشندوں میں ایک خالق کا تصور پایا جاتا ہے اسے وہ نینگمو (Nyongmo) کہتے ہیں۔

(۶) افریقہ کا ایک مشہور قبیلہ زولو (Zulu) ہے۔ وہ ایک غیر مرئی خدا پر یقین رکھتا ہے جو سب دنیا کا باپ ہے اور اس کا نام انکولنکولو (Unkulunkulu) ہے۔

(۷) افریقہ ہی کا ایک اور قبیلہ نزیمبی (Nzambi) کو خدا مانتا ہے۔

(۸) آریہ لوگوں کا خیال ہے کہ پرمیشور (خدا) نے کوئی روح پیدا نہیں کی بلکہ کل ارواح قدیم سے ہیں۔ دُنیا کے ذرات اور ارواح خود بخود ہیں۔ خدا تعالےٰ نے انہیں پیدا نہیں کیا صرف جوڑ دیا گیا ہے۔

(۹) یہودی خدا کو یہوواہ کے نام سے پکارتے

ہیں اور یہ نام ان کے نزدیک اتنا متبرک ہے کہ عالم کے سوا اس کا نام لینے والا قتل کی سزا کا مستحق خیال کیا جاتا ہے۔ ان کا عقیدہ ہے کہ ہم سات دن یا زیادہ سے زیادہ چالیس دن دوزخ میں رہیں گے البتہ ڈاکٹر کوہن (جو یہودیوں کے ایک عالم اور مفکر سمجھے جاتے ہیں) تو یہاں تک کہتے ہیں کہ آگ بنی اسرائیل پر قدرت نہیں رکھتی۔

(۱۰) عیسائی تین خداؤں کا تصور پیش کرتے ہیں حالانکہ حضرت عیسےٰؑ نے خدائے واحد کی عبادت کی تلقین کی تھی اور انجیل مقدس (مرقس باب ۱۲ آیت ۲۹-۳۰) میں لکھا ہے کہ:-

"اے اسرائیل سن خداوند ہمارا خدا ایک ہی خداوند ہے اور تو خداوند اپنے خدا سے اپنے سارے دل اور اپنی ساری جان اور اپنی ساری عقل اور اپنی ساری طاقت سے محبت رکھ۔"

موجودہ عیسائیت کا عقیدہ رسالہ "اثبات التثلیث" میں یوں بیان ہوا ہے:-

"ہم کو چاہیئے کہ ہم تثلیث میں توحید کی اور توحید میں تثلیث کی پرستش کریں۔ نہ اقانیم ملائیں نہ ماہیت کو تقسیم کریں۔ کیونکہ باپ ایک اقنوم بیٹا ایک اقنوم اور روح القدس ایک اقنوم ہے مگر باپ اور بیٹے اور روح القدس کی الوہیت ایک ہی ہے۔ جلال برابر اور عظمت ازلی یکساں ہیں"

(۱۱) سکھ جو گورو نانک کے پیرو کہلواتے ہیں ایک خدا کے قائل ہیں۔ گو عملاً گورو نانک کی تعلیم سے بہت دور نکل گئے ہیں۔ گورو نانک صاحب اپنے گرنتھ میں فرماتے ہیں:-

تھاپیا نہ جا کتیا نہ ہو
آپے آپ نرنجن ہو

یعنی جو بغیر کسی خالق کے خود بخود چلا آیا ہے وہ ہی خدا ہے۔

ایک اور جگہ فرماتے ہیں:-

جے وڈ بھاوے تے وڈ ہو
نانک جانے سا چا ہو

یعنی جو بزرگی اور قدرت خدا تعالےٰ کو چاہیئے وہ اسے حاصل ہے۔ اے نانک جو اس بات کو جانتا ہے وہی سچا ہے۔

مکرم شیخ نصیر الدین احمد صاحب
مبلغ زیمبیا

تجھ کو دوں گا صدا

(۱)

تجھ کو ہر دم پکاروں گا مَیں اے خدا
میرے پیارے خدا میرے پیارے خدا
کیوں پکاروں نہ جب ہوں وہی اے خدا
جس کو تُو نے ہی آخر ہے پیدا کیا
تیرے در کے سوا زندگی میں ہے کیا
"مَیں تو ہر موڑ پہ تجھ کو دوں گا صدا"
میری آنکھوں میں آ اپنا جلوہ دکھا

(۲)

تُو کرے خاک میں مجھ کو بے دست و پا
تب بھی خوش ہوں کہ ہے اس میں تیری رضا
لوگ کہتے رہیں مجھ کو پاگل نُما
اور پوچھیں مجھے اس میں ملتا ہے کیا
کچھ ملے نہ ملے ہے مجھے اس سے کیا
"مَیں تو ہر موڑ پہ تجھ کو دوں گا صدا"
میرے پیارے خدا اپنا رستہ دکھا

(۳)

مَیں نے دیکھے محبت کے گھائل بہت
عارضی عشق کے بُت پہ مائل بہت
حُسنِ فانی پہ مرنے کے قائل بہت
وصل کے قیس و مجنوں سے سائل بہت
دربدر جو بھٹکتے ہیں بن کر گدا
"مَیں تو ہر موڑ پہ تجھ کو دوں گا صدا"
میرے پیارے خدا میرے دل میں سما

(۴)

جگمگاہٹ کہیں جھلملاہٹ کہیں
سیم و زر کی طلب میں تھکاوٹ کہیں
جاہ و عزت کی خاطر بناوٹ کہیں
مرتبت کی ہوس میں گراوٹ کہیں
اِن کا آخر ہر اِک نقش مٹ جائے گا
"مَیں تو ہر موڑ پر تجھ کو دوں گا صدا"
تیرے احمدؐ کی دولت ہے تیری رضا

(۵)

تیرے پیارے جو آفات کو سہہ گئے
تجھ کو پا کر اشاروں میں کچھ کہہ گئے
ہیں بہت سے مگر موج میں بہہ گئے
میرے کتنے منازل ابھی رہ گئے
میرے پیارے خدا مجھ کو تُو ہی بتا
"مَیں تو ہر موڑ پر تجھ کو دوں گا صدا"
ہے تُو ہی میری منزل تُو ہی رہ نُما

مکرم مبشر احمد شکیل بی۔کام "آنرز"

معاشیات اور انسانی زندگی

معاشیات قدیم یونانی زبان کے ایک لفظ 'اوئی کونوموس' (OIKONOMOS) سے مشتق ہے جس سے مراد ہے "گھر بار کا ضابطہ" آہستہ آہستہ یہ اصطلاح پولیٹیکل اکانومی (POLITICAL ECONOMY) میں بدل گئی اور رفتہ رفتہ اس نے اکنامکس (ECONOMICS) یعنی معاشیات کی شکل اختیار کر لی اور اس کا موضوع بحث "صرف دولت" اور "پیدائش دولت" قرار پایا۔ مختلف ماہرین نے اس کی مختلف تعریفیں کی ہیں جنہیں تین زمروں کے تحت بیان کیا جا سکتا ہے۔ اوّل کلاسیکی ماہرین کی تعریف جنہوں نے اسے علم دولت قرار دیا۔ دوم وہ تعریفیں جن میں اسے مادی خوشحالی کا علم کہا گیا ہے اور سوم جدید ماہرین کی تعریف جس میں خواہشات کی کثرت اور وسائل کی قلت کو معاشی جدوجہد کی بنیاد سمجھا گیا ہے۔

انیسویں صدی کے آخر میں انگلستان کے ایک ماہر معاشیات نے اسکی تعریف یوں بیان کی:۔

"معاشیات میں انسان کے اُن افعال کا مطالعہ کیا جاتا ہے جن کا تعلق زندگی کے روزمرہ معاملات سے ہے۔ اس علم سے ہمیں یہ پتہ چلتا ہے کہ انسان کس طرح دولت کماتا ہے اور کس طرح خرچ کرتا ہے یہ علم انسان کی انفرادی اور اجتماعی کوششوں کے اُس حصہ کا جائزہ لیتا ہے جس کا اس چیز سے گہرا تعلق ہے کہ خوشحال زندگی کے مادی لوازمات کیونکر حاصل کئے جاتے ہیں اور انہیں کس طرح صرف کیا جاتا ہے۔"

بعد ازاں پروفیسر رابنز نے اس تعریف کو مسترد کر کے ایک نئے سرے سے تعریف پیش کی۔ اُن کے الفاظ میں "معاشیات انسان کے اُس طرز عمل کا مطالعہ کرتا ہے جو خواہشات کے بے شمار ہونے اور ذرائع کے محدود ہونے کی بناء پر اختیار کیا جاتا ہے جبکہ یہ ذرائع مختلف طور پر استعمال ہو سکتے ہوں۔"

ان تعریفات سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ معاشیات ایک اہم، مفید اور دلچسپ مضمون ہے۔ یہ انسانی زندگی کے ساتھ وابستہ تمام مسائل پر بحث کرتا ہے۔ مثلاً بھوک، افلاس، بے روزگاری، زرعی پسماندگی، غیر منصفانہ تقسیم دولت اور ایسے ہی ہزاروں دیگر مسائل ہیں جو دعوت فکر دیتے ہیں کہ ہم اس وسیع علم کا گہرا مطالعہ کریں۔

حیات انسانی بے شمار خواہشات اور تمناؤں کا مرکز ہے اور اس کی بقاء کا دارومدار ان ضروریات کی تکمیل پر ہے جو انسانی زندگی کے لئے اشد ضروری ہیں۔ مثلاً زندہ رہنے کے لئے آب و ہوا، بھوک مٹانے

کیلئے غذا، تن ڈھانپنے کے لئے کپڑا اور سر چھپانے کیلئے مکان۔ شروع شروع میں انسانی زندگی کی ضروریات بہت سادہ اور مختصر تھیں لیکن آہستہ آہستہ ان میں جدت پیدا ہوتی چلی گئی اور اب انسان کو ایسی اشیاء بھی درکار ہیں جو اُسے آرام و آسائش بہم پہنچائیں، تفریح طبع کے سامان مہیا کریں اور زندگی میں حسن و رعنائی پیدا کریں۔ انسانی زندگی کی یہ ضروریات ہی معاشی ضروریات کہلاتی ہیں اور اسی پر انسانی زندگی کا دارومدار ہے۔ لیکن آخر کار سوچنا یہ ہے کہ ان سب کو پورا کرنے کیلئے کیا کرنا ہے۔ بغیر روپے پیسے کے کوئی بھی چیز حاصل نہیں ہوسکتی۔ ہر چیز خریدنے کیلئے روپیہ درکار ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ ہماری تمام کائنات سرگرم عمل ہے۔ کسان کھیتوں میں ہل چلا رہا ہے، مزدور کارخانوں میں کام کر رہا ہے، کلرک فائلوں کو ترتیب دیتا ہے، ڈاکٹر مریض کی جان بچا رہا ہے، استاد طالبعلموں کو پڑھا رہا ہے تو وکیل قانونی مشورے دے رہا ہے گویا انسانی زندگی کے پہیئے بڑی تیزی سے گردش کر رہے ہیں اور انسان اپنی خواہشات کی تکمیل کیلئے دن رات کوشاں ہے۔ وہ ذہنی اور جسمانی مشقت اُٹھاتا ہے تب جاکر وہ اس کے عوض اپنی ضروریات کی اشیاء اکٹھی کرتا ہے۔

علم معاشیات کا مطالعہ کرنے سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ جب تک ایک ملک اقتصادی لحاظ سے ترقی نہیں کرتا وہ ترقی یافتہ کہلانے کا مستحق نہیں ہے اور اقتصادی یا معاشی ترقی کا انحصار سرمایہ پر ہے اور اگر سرمایہ نہیں ہوگا تو اسے ترقی نصیب نہیں ہوگی۔ دنیا کے بیشتر پسماندہ ممالک میں غربت کا ایک اہم سبب یہی ہے کہ ان کے پاس مطلوبہ تعداد میں سرمایہ موجود نہیں لہٰذا ملک کی معاشی ترقی کے لئے بے حد ضروری ہے کہ زیادہ سے زیادہ سرمایہ بچا کر قومی ترقیاتی منصوبوں کیلئے صرف کیا جائے۔ اور یہ تب ہی ممکن ہے جب ہم فضول خرچی سے اجتناب کریں۔ ظاہری نمود و نمائش سے پرہیز کریں اور زیادہ سے زیادہ بچت کی عادت ڈالیں تاکہ ہمارا یہ قیمتی سرمایہ قوم کی ترقی کا موجب بن سکے اور ہم دنیا کے ترقی یافتہ ممالک کی فہرست میں شامل ہوسکیں۔ اس طرح ہم نہ صرف صنعتی میدان میں آگے بڑھیں گے بلکہ فنی تعلیم حاصل کریں گے۔ سائنس و ٹیکنالوجی میں دوسرے ممالک کے دوش بدوش ترقی کریں گے اور انشاءاللہ تعالیٰ وہ وقت دُور نہیں جب کہ ہمارا شمار دنیا کے ترقی یافتہ ممالک میں ہونے لگ جائے گا۔

لہٰذا ہمیں چاہیئے کہ ہم علم معاشیات جس کا ہماری زندگی سے گہرا رابطہ ہے، کا مطالعہ کریں، ملک کو درپیش مسائل سے آگاہ ہوں اور پھر اجتماعی طور پر ان کے حل کے لئے اپنی کوششیں جاری رکھیں۔ آمین ؁

رمضان المبارک — اور ہمارا فرض

رمضان المبارک کا مہینہ اپنی تمام برکات اور خوبیوں اور اللہ تعالیٰ کی خاص رحمتوں اور نعمتوں کو اپنے اندر لئے ہوئے آ گیا ہے۔ رمضان المبارک کے ایام مومن کو ایک نئی اور اعلیٰ روحانی زندگی بخشتے ہیں یہی وہ ایام ہیں جن میں اللہ تعالیٰ کا قرب اور اس کی ملاقات کا شرف عام دنوں کی نسبت بہت زیادہ نصیب ہوتا ہے۔ روزہ رکھنے سے خدا اپنے بندے سے اسقدر خوش ہوتا ہے کہ وہ اسے اپنا دیدار عطا کرتا ہے۔

سو ہمیں ان مبارک ایام سے پورا پورا فائدہ اٹھانا چاہیئے اور یہ کوشش کرنی چاہیئے کہ ہم خدا تعالیٰ کی رضا کی راہوں پر قدم مارنے والے ہوں تا اسکے نتیجہ میں ہم اپنے نفسوں کی کامل اصلاح کرنیوالے ہوں اور خدا ہمیں رحمتوں اور برکتوں سے نوازے اور ہماری تمام مشکلات کو دور کر دے۔ غلبۂ اسلام کی مہم میں کامیاب و کامران فرمائے۔ آمین

اس عظیم مقصد کے حصول کے لئے ہمیں زیادہ سے زیادہ کوشش، قربانی اور کثرت سے عبادت کرنی چاہیئے اس عظیم مہم کو سامنے رکھتے ہوئے ان مبارک ایام میں مندرجہ ذیل پروگرام پر خود بھی عمل پیرا ہوں اور دوسرے خدام و اطفال بھائیوں کو بھی اس پر پورا پورا عمل کروانے کی بھرپور سعی فرمائیں۔

۱۔ **روزہ** :- خدا تعالیٰ کے فرمان کے مطابق پورا مہینہ رمضان کے روزے رکھے جائیں۔

۲۔ **نماز باجماعت** :- رمضان المبارک میں نماز باجماعت کا خصوصی پروگرام بنایا جائے اور کوشش کی جائے کہ ہر خادم اور ہر طفل نماز باجماعت کا پابند ہو جائے۔

۳۔ **نماز تہجد** :- ان مبارک ایام میں نماز تہجد کا خاص التزام کیا جائے اور اس عادت کو پختہ کیا جائے۔ اسی طرح نماز تراویح میں شمولیت کی جائے اس سے قرآن کریم کے سننے کا بھی عمدہ موقع ملتا ہے۔

۴۔ **تلاوت قرآن کریم** :- قرآن کریم کا رمضان المبارک سے خاص تعلق ہے۔ یہی وہ مہینہ ہے جس میں قرآن کریم نازل ہوا اور یہ قرآن تمام انسانوں کے لئے ہدایت کا موجب ہے اسلئے اس مہینہ میں قرآن کریم کی کثرت سے تلاوت کی جائے اور کم از کم ان مبارک ایام میں قرآن کریم کا ایک دور ضرور مکمل کریں۔ اسی طرح حفظ قرآن کریم اور ترجمہ اور تفسیر سیکھنے اور سکھانے کی طرف بھی خاص توجہ کی جائے۔

۵۔ **انفاق فی سبیل اللہ** :- ان مبارک ایام میں صدقہ و خیرات کی طرف خاص توجہ دی جائے۔

۶۔ **اخلاق فاضلہ کا قیام** :- رمضان المبارک انسان کی کامل اصلاح کا ایک بہترین ذریعہ ہے۔ اس سے پورا پورا فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ ان مبارک ایام میں اخلاق حسنہ کی ترویج کی جائے اور تمام اخلاق سیئہ اور ہر قسم کی برائی سے توبہ کرکے اپنے نفسوں کی اصلاح کی جائے تا ہمیں

خدا کا قرب اور دیدار نصیب ہو۔

۷۔ ذکر الٰہی :۔ ان مبارک ایام میں ذکر الٰہی اور درود شریف کا ورد کرنے پر خاص توجہ دی جائے۔ ہمارا لمحہ ایسا ہونا چاہیئے کہ ہم خدا تعالیٰ کی تسبیح تحمید اور استغفار کر رہے ہوں اور ہماری روح اس کے آستانہ پر جھکی ہوئی ہو۔

خدا تعالیٰ سے پختہ تعلق قائم کرنے، مشکلات سے نجات پانے، اسلام کی ترقی اور اس کے عالمگیر غلبہ کے لئے نیز ملک کی سالمیت اور اس کے استحکام کے لئے کثرت سے دعاؤں کی ضرورت ہے۔ رمضان المبارک اس سلسلہ میں ہمارے لئے نہایت عمدہ موقعہ ہے۔

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صد سالہ احمدیہ جوبلی کے عالمگیر روحانی منصوبہ کی کامیابی کے لئے احباب جماعت کے سامنے دعاؤں اور عبادات کا جو خاص پروگرام رکھا ہے ان مبارک ایام میں اس پر پورا پورا عمل کیا جائے۔

اس پروگرام کا خلاصہ درج ذیل ہے :۔

۱۔ دو نفل روزانہ ادا کئے جائیں جو نماز عشاء کے بعد سے لے کر نماز فجر سے پہلے تک یا نماز ظہر کے بعد ادا کئے جائیں۔

۲۔ کم از کم سات بار روزانہ سورۃ فاتحہ کی دعا غور و تدبر کے ساتھ پڑھی جائے۔

۳۔ تسبیح و تحمید اور درود شریف (یعنی سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ) کا اور اسی طرح استغفار (یعنی اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَیْہِ) کا ورد روزانہ ۳۳، ۳۳ بار کیا جائے۔

۴۔ مندرجہ ذیل دعائیں روزانہ کم از کم گیارہ گیارہ بار پڑھی جائیں :۔

ا۔ رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَیْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکٰفِرِیْنَ ۝

ب۔ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجْعَلُکَ فِیْ نُحُوْرِھِمْ وَنَعُوْذُبِکَ مِنْ شُرُوْرِھِمْ۔

علاوہ ازیں حضور نے اپنی زبان میں بھی بکثرت دعائیں کرنے کی تاکید فرمائی ہے۔ تا اللہ تعالیٰ ہماری حقیر قربانیوں کو قبول فرمائے اور اس عظیم منصوبہ کو ہر لحاظ سے کامیاب کرے اور ہم شاہراہ غلبہ اسلام پر آگے ہی آگے بڑھتے چلے جائیں۔ آمین

والسّلام

خاکسار سلطان احمد شاہد
مہتمم تربیت مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ
ربوہ

مکرم مولانا محمد منوّر صاحب
سابق مبلغ انچارج تنزانیہ

قسط اوّل

زمبیا اور ملاوی کا دلچسپ سفر

۱۹۵۸ء میں ہمارے مشرقی افریقہ کے مشن کی مالی حالت کمزور تھی۔ نیروبی کے فنانس کمیٹی کے ممبران کا خیال تھا کہ اگر مشرقی افریقہ کے ملحقہ علاقوں کا دورہ کر کے وہاں جماعتی لٹریچر فروخت کیا جائے تو اس سے آمد بڑھنے کی توقع ہے۔ سواحیلی لٹریچر ہمارے پاس کافی مقدار میں موجود تھا۔ ترجمۃ القرآن سواحیلی جو ۱۹۵۳ء میں طبع ہوا تھا سٹاک میں موجود تھا۔ مَیں نے قائم مقام رئیس التبلیغ صاحب کو یہ تجویز پہنچاتے ہوئے لکھا کہ مجھے دو ماہ کیلئے شمالی روڈیشیا اور نیاسالینڈ کا دورہ کرنے کی اجازت دیں۔ انہوں نے اجازت دیدی۔

۲۸ اگست کو مَیں نیروبی سے بس میں روانہ ہو کر اروشہ پہنچا۔ اگلے دن وہاں سے ڈوڈومہ اور تیس تاریخ کو ڈوڈومہ سے ایرنگا پہنچا۔ ایرنگا میں اُن دنوں ہماری جماعت نہیں تھی بس والوں نے ایک افریقی ہوٹل میں مجھے اُتارا۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ اس کے مالک عیسائی ہیں۔ مَیں نے ایک مسلمان ہوٹل سے کھانا منگوا کر کھایا۔ جب ہوٹل والوں نے رات کو ہوٹل بند کیا تو کسی دروازہ سے کُتّوں کی ایک جماعت اندر داخل ہوئی اور برتنوں میں بچے کھچے کھانے کی تلاش میں مصروف ہو گئی۔ اس سے مجھے نفرت پیدا ہوئی۔ بعض اور بھی مکروہ باتیں دیکھنے میں آئیں۔ ہوٹل والوں نے فرض شناسی کا ثبوت دیتے ہوئے دریافت کیا کہ شراب وغیرہ کی ضرورت تو نہیں؟ مَیں نے شکریہ کے ساتھ انکار کر دیا۔ اصل میں ان کی تجارت کا دارومدار اسی پر تھا۔ بستر گو دھلا ہوا تھا مگر کھٹملوں کی کثرت کی وجہ سے بے قراری رہی۔ ان کے مہمان چونکہ اکثر شراب پینے کے بعد بستر پر جاتے تھے اسلئے انہیں ان کی موجودگی کا شاید علم ہی نہ ہوتا ہو۔ ورنہ شکایت کر کے ازالہ کرواتے۔

صبح کو مَیں نے ساتھ والی دکان سے ناشتہ منگوایا اور صبح صبح ہی ناشتہ سے فارغ ہو کر مبے آ کے لئے روانہ ہو گیا۔ یہ ٹانگانیکا کا آخری شہر ہے جہاں سے ستر میل بعد روڈیشیا کا بارڈر شروع ہو جاتا ہے۔ جب ہم مبے آ کے قریب پہنچے اور ہماری بس آخری اونچی پہاڑی پر چڑھنے کی کوشش

ہیں تھی تو اچانک اس کے گیئر میں نقص پیدا ہو گیا۔ ڈرائیور نے بریک لگائی تو معلوم ہوا کہ بریک بھی فیل ہو چکی ہے۔ اب اوپر چڑھنے کی بجائے بس الٹے پاؤں واپس چلنے لگی۔ بائیں جانب بڑی گہری کھڈ تھی اور دائیں جانب چٹانیں تھیں اور سڑک بل کھاتی ہوئی دونوں کے درمیان گزرتی تھی۔ بس کی یہ حالت دیکھ کر سارے مسافر بہت گھبرائے مگر ڈرائیور نے اپنے ہوش و حواس قائم رکھے اور احتیاط سے دائیں جانب ایک چٹان سے بس کے پچھلے حصہ کو لگا دیا۔ جس سے بس پر تو معمولی سا نشان پڑ گیا مگر مسافروں کو چوٹ نہ آئی۔ بس رکی تو سارے مسافر اتر گئے اور بس کی مرمت شروع ہو گئی۔ میرے پاس پانی کی بوتل تھی اس سے وضو کر کے دو نفل شکرانہ ادا کئے اور اللہ تعالیٰ کا بے حساب شکر ادا کیا جس نے اپنی عطا کردہ جانیں کچھ اور وقت کے لئے ہمارے پاس رہنے دیں۔

مبیا پہنچ کر میں نے ہائی لینڈ ہوٹل میں قیام کیا جو ایک کسی مسلمان کی ملکیت تھا اور بہت صاف ستھرا اور عمدہ ادارہ تھا۔ یہاں سے حالات دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ جب تک مسافر کے پاس کافی رقم نہ ہو اسے سرحد عبور کرنے کی اجازت نہیں ملتی۔ میں نے تحقیقات کے بعد نیروبی تار بھجوایا اور دو ہزار شلنگ فوری طور پر بھجوانے کی درخواست کی۔ چند دنوں کے بعد ایک نقدی چیک کے ذریعہ یہ رقم مل گئی اور میں ایک ہفتہ قیام کے بعد آگے جانے کے قابل ہو سکا۔ سرحد پر پہنچنے پر رقم کے متعلق سوال ہوا۔ میں نے بتایا کہ دو ہزار شلنگ نقد میرے پاس موجود ہیں۔ امیگریشن آفیسر نے ساری رقم طلب کی اور تسلی کر لینے کے بعد مجھے واپس کر دی اور صرف ایک ہفتہ شمالی روڈیشیا میں رہنے کی اجازت دی۔

مبیا سے جس بس میں سوار ہوا وہ شمالی روڈیشیا کی ایک کمپنی کی ملکیت تھی۔ اس کا کوئی حصہ بھی لکڑی کا نہیں تھا۔ اس طرح اس کی مضبوطی تو یقینی تھی مگر گرمی کی شدت بھی غضب کی تھی۔ میرے ساتھ چند اور ایشیائی مسافر تھے جو اگلے پڑاؤ پر اتر گئے۔ اب بس میں میرے علاوہ سب افریقی مسافر تھے جو میرے لئے بالکل اجنبی تھے۔ ان میں سے بعض انگریزی سمجھتے تھے مگر اس کے بولنے کی ضرورت محسوس نہ کرتے تھے کیونکہ سب اپنی قبائلی زبان کو ترجیح دیتے تھے۔ دوسرے مسافر تو سوار ہوتے اور اترتے رہے، میں ہی ایک مستقل مزاج مسافر تھا جو سارا دن بس میں بیٹھا رہا۔ رات کو بس چنسالی پہنچی۔ اس نے رات وہیں ٹھہرنا تھا اور اگلے دن صبح آگے جانا تھا۔ میں نے رہائش کیلئے ہوٹل کے متعلق پوچھا تو کہا کہ قریب ہی ایک جگہ ہے جہاں کھانے اور سونے کا انتظام ہے۔ وہ مجھے وہاں چھوڑ آئے اور ایک کمرہ مجھے میسر آ گیا۔ چاول اور بریڈ وغیرہ بھی کھانے کو مل گئی اور میں نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ صبح کوئی تلاوت

وغیرہ سے فارغ ہو کر ہوٹل والوں کی تلاش میں نکلا۔ وہ قریب ہی ایک مکان میں سوئے ہوئے تھے اور بڑی کوشش کے باوجود بیدار نہ ہو سکے۔ ناشتہ کا تو سوال ہی نہیں تھا البتہ رات کے کھانے کے دس شلنگ میرے ذمہ واجب الادا تھے۔ جو بہرحال ادا کرنے ضروری تھے۔ اتنے میں بس مجھے لینے کے لئے آ گئی۔ میں نے ڈرائیور سے اپنی مشکل بیان کی اور اس نے مالک کو جگا کر رقم اس کے سپرد کی اور ہم سفر کے قابل ہو سکے۔

بس اگلا دن بھی سفر کرتی رہی اور آخر ایک جنکشن پر پہنچی جہاں سے مجھے دوسری بس لینی تھی۔ وہاں رہنے کا کوئی مکان نہیں تھا اور بس دوسرے دن وہاں آنی تھی جس سے کچھ وقت گھبراہٹ رہی۔ اتفاقاً ایک بس تھوڑی دیر کے بعد وہاں پہنچی دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ اسے مرمت کے لئے نڈولا لے جایا جا رہا ہے۔ میں نے ان سے کہا کہ مجھے بھی اپنے ہمراہ لے لیں کیونکہ میری منزل مقصود بھی وہی ہے۔ دو چار اور مسافروں کو بھی میری وجہ سے بٹھا لیا اور بس ساری رات چلتی رہی۔ تھوڑے تھوڑے وقفہ سے بس رکتی اور اس میں پانی بھر لیا جاتا کیونکہ اس کا ریڈی ایٹر ٹوٹا ہوا تھا اور پانی جلد بہہ جاتا تھا۔ صبح آٹھ بجے ہم بخیریت نڈولا پہنچ گئے اور بس نے ایک ہندو دکاندار کے سٹور کے سامنے مجھے اتار دیا۔

شمالی روڈیشیا میں اس وقت رنگ اور نسل کا امتیاز زوروں پر تھا۔ سارے ملک میں ہوٹل صرف سفید فام اقوام کے لئے مخصوص تھے ایشیائی یا افریقی ان میں داخل نہیں ہو سکتے تھے۔ اسلئے ایشیائی مسلمانوں نے ہر شہر میں ایک مہمانخانہ اپنے خرچ پر بنایا ہوا تھا جس میں مسلمان مسافر قیام و طعام کی سہولت مفت حاصل کرتے تھے۔ میں نے ہندو دکاندار سے اپنی مشکل بیان کی اور وہ مجھے میرے سامان سمیت اپنی موٹر کار میں مسلمانوں کے مسافرخانہ میں چھوڑ آیا۔ اس مسافرخانہ کے مالک تو ہندوستان گئے ہوئے تھے مگر نوکر نے ناشتہ کے بارہ میں مجھ سے دریافت کیا۔ میں نے تو اس سے پہلا دن بھی فاقہ سے گزارا تھا اور تبخیر کی وجہ سے معدہ میں پرانی تکلیف تھی اسلئے دلیہ لانے کو کہا جو فوراً مہیا کر دیا گیا اور میں ناشتہ کر کے نو بجے امیگریشن آفس جانے کے لئے نکل کھڑا ہوا۔

سڑک پر ابھی پانچ سات منٹ ہی چلا تھا کہ اچانک ایک کار فٹ پاتھ کے پاس میرے قریب آ کر رکی۔ کار والے نے پوچھا کہ کہاں کا ارادہ ہے۔ میں نے کہا میں آج ہی اس شہر میں وارد ہوا ہوں اور اب یہاں پہنچنے کی اطلاع دینے اور قیام کرنے کی اجازت لینے امیگریشن آفس جا رہا ہوں۔ انہوں نے کہا ہم بھی وہیں جا رہے ہیں۔ آپ کے لباس سے ہم نے سمجھا کہ آپ پنجابی ہیں اور فوراً رک گئے۔ آئیے کار میں بیٹھ جائیے۔ اکٹھے امیگریشن آفس چلتے ہیں۔ میں نے ساتھی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کار سے

مالک نے بتایا کہ یہ بھی آج ہی بذریعہ ہوائی جہاز لدھیانہ کی ایک ٹیکسٹائل مل کے گرم کپڑوں کے نمونے لے کر آرڈر لینے کے لئے یہاں وارد ہوئے ہیں اور میں انہیں امیگریشن آفس لے جا رہا تھا کہ آپ پر نگاہ پڑی۔ انہوں نے بڑی خوشی سے بتایا کہ نڈولا شہر میں ہم تین ہی پنجابی مرد ہیں جو اس وقت اس کار میں سوار ہیں۔ وہ دونوں ہندو تھے مگر پنجابی زبان کے اتحاد نے انہیں خوشی سے دیوانہ بنا رکھا تھا۔ کام ختم کرنے کے بعد کہنے لگے کہ اب آپ کہاں جائیں گے؟ میں نے ان کا شکریہ ادا کیا اور اجازت چاہی مگر انہوں نے علیحدہ ہونے سے مطلقاً انکار کر دیا۔ میں نے کہا مجھے ٹاؤن کے مسلمانوں سے ملنا ہے تا ان سے تعارف حاصل کر سکوں۔ انہوں نے کہا ہم ایجنٹ صاحب کو بازار میں چھوڑ دیں گے اور آپ کو آج سارا دن مسلمان تجار سے ملاقات کرائی جائے گی۔

ملاقاتوں کا سلسلہ ختم ہوا تو ان ہندو دوست نے جن کا نام مسٹر گمبھیر چند کھنّی تھا بااصرار درخواست کی کہ آپ ہمارے ہاں ٹھہریں۔ میں نے ان سے کہا کہ میرا کام مسلمانوں کے ساتھ ہے اسلئے آپ مجھے معاف کریں اور مجھے مہمان خانہ ہی میں رہنے دیں۔ جب انہوں نے میرا انکار بااصرار دیکھا تو کہا کہ اچھا کل دوپہر کا کھانا ضرور ہمارے ہاں [illegible] لیں اور بتا دیا کہ میں مریض [illegible] ہوں احتیاط سے کام لیں۔ اگلے دن ان کے ہاں کھانا کھایا۔ ان کی بیوی نے دہی بڑے اور دہی پکوڑیاں اور پوریاں وغیرہ بنائی تھیں جو بہت لذیذ تھیں۔ ان کے بچے بھی بڑی محبت اور احترام سے پیش آئے اور فوراً مجھے اپنا "انکل" (چچا) بنا لیا۔ ایک ہفتہ میں اس شہر میں ٹھہرا اور مسٹر کھنی روزانہ ہی مجھے ملنے آتے اور کافی وقت میرے ساتھ گزارتے۔

نڈولا میں ایک افریقی مسلمان سے ہماری خط و کتابت تھی۔ ان کا نام مسٹر ایفیقی ایلی جوسف ہے۔ وہ گویا ہمارے سواحیلی لٹریچر کے اس شہر میں ایجنٹ تھے اور اکثر ہم سے ترجمۃ القرآن اور دیگر کتب اور سواحیلی اخبار منگواتے رہتے تھے۔ میں نے مسٹر کھنی سے کہا کہ مجھے ان کے ہاں لے چلیں۔ وہ ایک موٹر گیراج میں میکینک کا کام کرتے تھے۔ جب ہم وہاں پہنچے اور میں نے اپنا تعارف کرایا تو وہ بے حد خوش ہوئے کیونکہ انہیں اس سے قبل میرے سفر کا علم ہی نہیں تھا۔ وہ مجھے اپنے گھر افریقی بستی میں لے گئے جو بستی والوں کے لئے ایک عجوبہ تھا۔ کیونکہ وہاں یورپین، ہندوستانی اور افریقی لوگوں کی بستیاں الگ الگ تھیں اور ان کا باہم اختلاط نہ ہونے کے برابر تھا۔ افریقی لوگ جب سودا سلف خریدنے دکانوں پر جاتے تو وہاں ہی انکی ملاقات دوسری قوموں کے لوگوں سے ہوتی تھی۔ چیزوں کے

مقررہ دام لکھے ہوئے موجود ہوتے اور سودا بازی کی بھی گنجائش نہیں تھی۔ اگر چیز پسند آگئی اور جیب میں پیسے ہوئے تو خرید لی ورنہ آگے بڑھ گئے۔ مجھے دیکھ کر لوگ جمع ہو گئے۔ میں سواحیلی میں بات کرتا اور مسٹر افیقی اپنی زبان میں انہیں بتا دیتے۔ اکثریت عیسائیوں کی تھی اسلئے انہیں تبلیغ کا عمدہ موقع میسر آگیا اور مسلمان بہت خوش ہوئے۔

ایک روز میں افریقی مارکیٹ میں چلا گیا اور وہاں تبلیغ شروع کر دی اور لٹریچر تقسیم کیا۔ یہ صورت بھی لوگوں کے لئے عجیب تھی۔ بہت سے لوگوں نے دلچسپی لی۔ کسی نے جا کر پولیس سٹیشن بھی اطلاع دیدی کہ ایک انڈین تبلیغ کر رہا ہے اور لوگوں کو اسلام کی طرف دعوت دے رہا ہے۔ وہاں سے ایک آدمی آکر مجھے پولیس چوکی کے انچارج کے پاس لے گیا۔ وہ انگریزی خوب سمجھتا تھا۔ میں نے جیب سے پاسپورٹ نکال کر اسے دکھایا کہ میں مبلغ اسلام ہوں، نیروبی سے چند روز ہوئے آپ کے شہر میں آیا ہوں اور ہم مسیح کی آمد کی خوشخبری پھیلا رہے ہیں جس کے آپ شدت سے منتظر ہیں۔ حضرت مسیح علیہ السلام کی صلیبی موت سے نجات اور کشمیر میں وفات ان کے لئے دلچسپ قصہ تھا جو سب نے غور سے سنا اور اس موضوع پر لٹریچر بھی حاصل کیا۔ میں نے کہا اگر اجازت ہو تو آپ کے برابر کے کمروں میں بھی کارکنان کو لٹریچر دیدوں؟ انہوں نے خوشی سے اجازت دیدی اور میں اپنا کام مکمل کر کے بخیریت مسافر خانے پہنچ گیا۔

ایشیائی مسلمانوں سے ملاقات تو ہو چکی تھی انہوں نے جب سنا کہ میں نے افریقی علاقہ کا بھی تبلیغی دورہ کیا ہے تو انہیں سخت تعجب ہوا کہ یہ کس قسم کے لوگ ہیں۔ ہمارے مذہبی علماء تو کئی سالوں سے یہاں ہیں اور ایک دن بھی انہیں کسی افریقی علاقہ میں جانے کی توفیق نہیں ملی اور یہ ہیں کہ آتے ہی ہر جگہ تبلیغ پھیلا دی ہے۔ اس سے ان کا ملاقات کا شوق بڑھا اور ایک رات ڈیڑھ درجن کے قریب تاجر پیشہ لوگ مسافر خانے آئے اور رات گیارہ بجے تک مذہبی سوالات کرتے اور جوابات حاصل کرتے رہے۔ سوال و جواب کا سلسلہ بڑی متانت اور سنجیدگی سے جاری رہا اور وہ بہت اچھا اثر لے کر واپس لوٹے۔ ان میں سے ایک مسٹر احمد صحافی قسم کے انسان تھے۔ ان کی زبان بہت شستہ تھی اور مخالفت میں بھی پیش پیش تھے مگر بات سنجیدگی سے کرتے اور سنتے تھے۔ انہوں نے گجراتی زبان میں میرے دورہ کے بارہ میں ایک مضمون لکھ کر جنوبی افریقہ کے اخبار مسلم نیوز کو بھجوایا جس میں انہوں نے لکھا کہ ایک احمدی مبلغ ہزاروں میل کا سفر بسوں میں کرتا ہوا یہاں پہنچا ہے اور آتے ہی اس نے ملکی لوگوں کو گمراہ کرنا شروع کر دیا ہے۔ مگر ہمارے مولوی آدم صاحب سالوں سے زومبا میں بیٹھے ہیں اور تبلیغ اسلام

کے لئے ایک مرتبہ بھی اپنے حجرہ سے باہر نہیں نکلے۔ کیا ہمارے علماء اس قادیانی عالم سے سبق نہیں سیکھیں گے؟ وغیرہ وغیرہ۔ اخبار مسلم نیوز انگریزی اور گجراتی زبانوں میں اکٹھا نکلتا تھا اور جنوبی افریقہ کے علاوہ وسطی افریقہ کے تمام علاقوں میں بھی اس کی وسیع اشاعت تھی۔ اس طرح بغیر کسی قسم کے خرچ کے اللہ تعالیٰ نے وسطی اور جنوبی افریقہ کے مسلمانوں میں جماعت کا تعارف کرادیا۔ الحمد للہ

فروخت لٹریچر کے کام کی اچھی رفتار دیکھ کر میں نے دو ہزار شلنگ بنک کے ذریعہ نیروبی واپس بھجوا دیئے کیونکہ مجھے علم تھا کہ انہوں نے یہ رقم مشکل ہی سے مہیا کی ہوگی۔ بعد میں اور رقم بھی بھجواتا رہا اور اس دورہ میں چار ہزار شلنگ کی رقم فروخت لٹریچر، اخبارات کی خریداری اور عطایا کی مدات میں وصول ہوئی۔ فالحمد للہ ثم الحمد للہ۔

آزادی سے قبل شمالی روڈیشیا، جنوبی روڈیشیا اور نیاسالینڈ کے تینوں ممالک ایک فیڈریشن کی صورت میں انگریزوں کے ماتحت تھے اسلئے ان علاقوں میں سفر ان دنوں آسان تھا۔ اگر وہاں کے ایشیائی طبقہ کا مشرقی افریقہ کے ممالک کے ایشیائی طبقہ سے مقابلہ کیا جائے تو وسطی افریقہ کے ایشیائی مسلمانوں کا معیار بہت بلند تھا۔ اس کی ایک وجہ تو یہ تھی کہ مشرقی افریقہ میں بالعموم ان پڑھ اور نچلے طبقہ کے لوگ قلیوں کا کام کرنے کے لئے گئے تھے مگر وسطی افریقہ میں داخلہ کے لئے حکومت نے یہ شرط لگائی تھی کہ ہر داخل ہونے والا انگریزی لکھ پڑھ سکتا ہو اور تجارت کے لئے اس کے پاس سرمایہ موجود ہو۔ دوسری وجہ یہ تھی کہ وسطی افریقہ میں بسنے والے مسلمان عموماً ہندوستانی تھے۔ پنجابی لوگ وہاں برائے نام تھے اسلئے وہ لوگ زیادہ مہذب، بااخلاق اور علم دوست تھے۔ اس دورہ میں مجھے ان مسلمانوں سے مل کر بہت خوشی ہوئی اور ہر جگہ قیام بہت عمدہ اور خوشگوار رہا۔ ایک ہفتہ قیام کے بعد جب میں نے لوساکا جانے کا پروگرام بتایا تو وہاں کے مسلمانوں نے خود ہی گاڑی میں میری بکنگ کرائی اور لوساکا کے مسلمانوں کو میرے استقبال کیلئے لکھا اور مجھے محبت سے گاڑی میں سوار کرایا۔ جزاہم اللہ

ولادت

اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے مکرم عبدالمالک صاحب گنج مغلپورہ لاہور کو مورخہ ۲۲ کو اپنے فضل سے لڑکا عطا فرمایا ہے۔ نومولود کا نام محمود احمد تجویز کیا گیا ہے۔

احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اسکو نیک صالح اور خادم دین بنائے۔ (اس خوشی میں مکرم عبدالمالک صاحب نے مبلغ ۱۰/- روپے اعانت خالد کیلئے مرحمت فرمائیے)

(مینیجر ماہنامہ خالد)

ترتیب: حافظ مظفر احمد صاحب

اخبارِ مجالس

مجلس خدام الاحمدیہ ماڈل ٹاؤن لاہور

مجلس خدام الاحمدیہ ماڈل ٹاؤن لاہور کا تیسرا ایک روزہ سالانہ اجتماع ۱۷ امان ۱۳۵۳ ہش بمطابق ۱۷ مارچ ۱۹۷۴ء مسجد احمدیہ میں منعقد ہوا۔

افتتاحی اجلاس مکرم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ تلاوت اور عہد کے بعد محترم صدر صاحب نے افتتاحی خطاب فرمایا۔ آپ نے اسلامی فلسفۂ اخلاق پر روشنی ڈالتے ہوئے اجتماعیت پر زور دیا نیز خدام کو وقت کے ضیاع سے بچنے کی تلقین فرمائی۔ اس کے بعد قائد صاحب نے پروگرام کی تفصیل بتائی۔ پھر صدر مجلس نے دعا کروائی اور اجلاس برخاست ہوا۔ پھر پروگرام کے مطابق ورزشی مقابلہ جات ہوئے۔ بہترین کھلاڑی سعید احمد صاحب چٹھہ قرار پائے۔

نماز ظہر و عصر کے بعد مکرم چوہدری اسد اللہ خان صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور کے زیر صدارت علمی مقابلہ جات شروع ہوئے۔ پہلے آپ نے "حضرت مصلح موعود کے متعلق میری یادیں" کے دلچسپ موضوع پر ایمان افروز تقریر فرمائی۔ اسکے بعد تقریری مقابلہ شروع ہوا۔ منصفین حضرات یہ تھے (۱) مکرم عبد اللطیف صاحب کاہلوں مربی ضلع۔ (۲) مکرم شیخ محمد اکرام صاحب (۳) مکرم رانا عبد الکریم صاحب۔

منصفین کرام کے فیصلہ کے مطابق

اوّل رانا سردار احمد صاحب (رحمان پورہ)

دوم۔ مبارک سلیم صاحب "

سوم۔ شاہد چغتائی صاحب

اس کے بعد مکرم مولانا دوست محمد صاحب شاہد نے "حضرت المصلح الموعودؓ کے نزدیک احمدی نوجوان" کے موضوع پر تقریر فرمائی۔ آپ کا یہ نہایت ہی مؤثر اور جامع خطاب نصف گھنٹہ جاری رہا۔ بالآخر ½۵ بجے شام اختتامی اجلاس مکرم صدر صاحب خدام الاحمدیہ کے زیر صدارت ہوا۔ تلاوت کے بعد مکرم مرزا محمد دین صاحب ناز مہتمم صحت جسمانی نے عہد کی تشریح فرماتے ہوئے اس کی حقیقی رُوح کے مطابق دعوتِ عمل دی۔

اس کے بعد محترم قائد صاحب مجلس نے اجتماع کی مختصر رپورٹ پیش کی۔ پھر تقسیم انعامات کی تقریب عمل میں آئی۔ حاضری کے اعتبار سے بہترین حلقہ نیو کیمپس قرار پایا۔ گزشتہ سہ ماہی میں کارکردگی کی بناء پر

اوّل حلقہ رحمان پورہ - دوم شادمان کالونی اور سوم اچھرہ کی مجالس کو قرار دیا گیا۔ اسنادات خوشنودی اور علمی و ورزشی مقابلہ جات میں تین رنگے ٹرافیاں لاد دی گئیں۔

اسی طرح ناظمین میں بہتر کارکردگی کے لحاظ سے قائم مقام ناظم تعلیم مکرم عبدالرشید صاحب منگلا کو سند خوشنودی عطا کی۔ تجلیات الہیہ اور روئیدا جلسۂ دعا کے امتحانات میں اوّل و دوم خدام کو بھی انعامات دیئے گئے۔

آخر میں صدر صاحب نے خطاب فرمایا۔ جس کے بعد مکرم مسعود اقبال صاحب (صدر انتظامیہ کمیٹی) نے خدام، مہتمم صاحب صحت جسمانی، مکرم صدر صاحب، مکرم امیر صاحب اور مکرم مولانا دوست محمد صاحب شاہد کا شکریہ ادا کیا۔ اس کے بعد محترم صدر صاحب نے دعا کروائی اور یہ کامیاب اجتماع اختتام پذیر ہوا۔

حلقہ مہدی آباد ضلع نواب شاہ

۲۵-۲۶ ہجرت ۱۳۵۳ ہش (مئی ۱۹۷۴ء) کو حلقہ مہدی آباد کی تربیتی کلاس منعقد ہوئی۔ جس میں حلقہ کی مشمولہ چھ مجالس نے شرکت کی۔

تلاوت، نظم اور عہد کے بعد مکرم نذیر احمد صاحب ریحان مربی سلسلہ نے کلاس کا افتتاح فرمایا۔ اور پھر قرآن کریم کا درس دیا۔ اس کے بعد نگران صاحب حلقہ نے بعض دعائیں خدام و اطفال کو حفظ کروائیں۔

دوسرے اجلاس میں مندرجہ ذیل تقاریر ہوئیں:-

۱- "اطاعت نظام"۔ مکرم مولوی نصراللہ خان صاحب ناصر مربی سلسلہ احمدیہ۔

۲- "خدمت والدین"۔ مکرم مولوی نذیر احمد صاحب ریحان مربی سلسلہ احمدیہ۔

۳- "سچ بولنے کی اہمیت"۔ مکرم نذیر احمد صاحب خادم نگران حلقہ۔

اس کے بعد خدام و اطفال کا مقابلہ دینی معلومات ہوا۔ اسی طرح تلاوت قرآن کریم کا مقابلہ بھی ہوا۔ درس قرآن کریم، حدیث اور کتب حضرت مسیح موعودؑ باقاعدگی سے دیا جاتا رہا۔

تربیتی کلاس کے دوران ہی جلسۂ "یوم خلافت" بھی منعقد ہوا۔ جس میں خلافت سے متعلق مواضیع پر مربیان کرام نے تقاریر فرمائیں۔ بالآخر دوسرے روز دعا کے ساتھ تربیتی کلاس بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوئی۔

گوٹھ سیٹھ عزیز احمد

مسجد احمدیہ نوکوٹ شہر کی بنیادوں کی کھدائی کے سلسلہ میں ۲۷ اپریل کو دس خدام رات آٹھ بجے کدال وغیرہ لیکر نوکوٹ پہنچے اور ساڑھے آٹھ بجے شب سے ۱۱ بجے شب تک مسلسل اڑھائی گھنٹے کام کیا اور ۴۷ فٹ لمبی ۳ فٹ چوڑی اور ۴ فٹ گہری مسجد کی بنیادوں کی کھدائی کی۔

۱۱½ بجے خدام کی چائے سے تواضع کی گئی

اور دعا کے بعد خدام اپنی گوٹھوں کو روانہ ہوئے۔ غیر از جماعت احباب نے اس کام سے نہایت عمدہ اثر قبول کیا۔

مجلس خدام الاحمدیہ لیگوس (نائیجیریا)

مسجد احمدیہ لیگوس کی تعمیر کے سلسلہ میں ہر اتوار کو مستقل وقار عمل کیا جاتا ہے۔ ۱۷ر مارچ بروز اتوار مسجد کی پہلی منزل کی چھت ڈالنے کے لئے ایک عظیم الشان وقار عمل ہوا جس کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ صبح سوا آٹھ بجے سے رات گیارہ بجے تک یعنی پندرہ گھنٹے مسلسل یہ وقار عمل جاری رہا۔ جس میں سینکڑوں خدام کے علاوہ اطفال اور انصار نے بھی چھت کی کنکریٹ بھرنے کا کام کیا۔ خدام کے جذبۂ عمل اور خلوص کو دیکھ کر بعض غیر از جماعت راہ چلتے دوستوں نے بھی وقار عمل میں حصہ لیا۔ بعض نے مالی امداد بھی کی اور نہایت شاندار الفاظ میں جماعت کو خراج تحسین پیش کیا۔ مساجد اور گرجوں میں بھی اس کام کو بطور مثال پیش کیا گیا۔

اس وقار عمل میں حصہ لینے کے لئے مقامی جماعتوں کے علاوہ نہ صرف قریبی جماعتوں بلکہ اباد ان ایسی دور کی جماعت سے بھی احباب تشریف لائے تھے۔ اس کے علاوہ جماعت کے انجینئروں اور تعمیر کے شعبہ سے تعلق رکھنے والے احباب نے اپنی خدمات وقف کر رکھی ہیں۔

سیرالیون میں پہلا "احمدیہ یوتھ کیمپ"

سیرالیون مغربی افریقہ میں جو دوسرے مقام پر ۱۹ر جولائی کو پہلا احمدیہ یوتھ کیمپ (خدام بھائیوں کا پہلا سالانہ اجتماع) منعقد ہوا۔ افتتاح مکرم مولوی محمد اسمٰعیل صاحب منیر مشنری انچارج و نائب صدر خدام الاحمدیہ سیرالیون نے کیا۔ افتتاحی خطاب میں آپ نے اپنی مدد آپ کے اصول اور اسلامی تعلیمات پر دل و جان سے عمل کرنے کی اہمیت پر زور دیا۔ یہ کیمپ ایک ہفتہ جاری رہا اور دلچسپ پروگرام کی وجہ سے نوجوانوں کی دلچسپی کا مرکز بنا رہا۔ اس میں قرآن مجید، احادیث نبویہؐ کی تعلیم کے علاوہ تبلیغ اسلام کے عملی پروگرام بھی شامل تھے۔ نماز تہجد سے شروع ہو کر رات دس بجے تک پروگرام جاری رہتا۔ اس اجتماع کا اہتمام مکرم عبدالسلام صاحب ظافر نے کیا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت کامیاب رہا۔ ریڈیو سیرالیون نے اس کے بارہ میں تفصیلی رپورٹ نشر کی۔

خدام الاحمدیہ کے لئے ضروری اطلاع

مجلس خدام الاحمدیہ کا سالانہ اجتماع جو ۲۵-۲۶-۲۷ر اکتوبر ۱۹۷۴ء کو منعقد ہو رہا تھا اب اس سال منعقد نہیں ہو گا۔ قائدین مجالس یہ امر نوٹ فرما لیں اور سب خدام بھائیوں کو اس سے آگاہ کر دیں۔

(معتمد مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

چند سائنسی سوالات

اور

اُن کے جوابات!

محترم پروفیسر حبیب اللہ خان صاحب نے سالانہ اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ ۱۹۷۳ء کے موقعہ پر خدام کے بعض سائنسی سوالات کے جوابات دیئے جو ذیل میں ہدیۂ قارئین کئے جاتے ہیں (ادارہ)

س :- موجودہ سائنس کی رُو سے چاند کے علاوہ کِس کِس کُرّہ تک انسان کی رسائی ممکن ہے؟ اور کہاں کہاں زندگی کا امکان ہے؟

ج :- مختلف کُرّوں تک رسائی کے بارے میں کوئی قطعی اور دوٹوک فیصلہ نہیں کیا جا سکتا کہ یہ آخری حد ہے۔ اس سے پرے رسائی ممکن نہیں۔ یہ معاملہ ٹیکنالوجی اور علم کی ترقی کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ اب سے کچھ عرصہ قبل چاند تک رسائی کا خیال بھی "ایں خیال است و محال است و جنوں" کا مصداق تھا لیکن اب ہمیں معلوم ہے کہ وہاں انسان پہنچ چکا ہے۔ پس ترقی کا میدان غیر محدود ہے اسلئے نہیں کہا جا سکتا کہ فلاں مقام یا کُرّہ رسائی کی آخری حد ہے۔ اسکے علاوہ رسائی کے کئی پہلو ہیں۔ ایک پہلو یہ ہے کہ انسان بذاتِ خود وہاں پہنچ جائے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ خود تو نہ جائے لیکن بعض آلات وہاں تک پہنچا دے جن کے ذریعہ وہاں کی کیفیات کا علم ہو سکے۔ تیسری صورت یہ ہے کہ بعض سگنل یا اشارے وہاں تک ارسال کر دیئے جائیں اور وہ منعکس ہو کر لوٹ آئیں۔ سائنس ان امور کے بارے میں کوئی تحدید عائد نہیں کرتی۔ نظری طور پر یہ تینوں صورتیں ممکن ہیں اور عملاً چاند کے معاملہ میں ایسا ہی ہوا ہے۔ پہلے چاند تک سگنل بھیجے گئے پھر خودکار آلات پہنچائے گئے اور تیسرے مرحلہ پر انسان وہاں تک پہنچنے میں کامیاب ہو گیا۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَ
مِنْ اٰیٰتِہٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
وَمَا بَثَّ فِیْہِمَا مِنْ دَآبَّۃٍ وَھُوَ
عَلٰی جَمْعِہِمْ اِذَا یَشَآءُ قَدِیْرٌ ۝
(الشوریٰ: ۳۰) یعنی آسمانوں اور زمین
کی پیدائش اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان
جانوروں کی قسم سے اس نے پھیلایا ہے اس
کے نشانوں میں سے ہے اور جب وہ چاہیگا
ان سب کے جمع کرنے پر قادر ہوگا۔ اس جگہ
جَمْعِہِمْ کا اشارہ دَآبَّۃٍ کی طرف ہو تو
اس کے معنی یہ ہوں گے کہ قیامت کے دن
ان سب کا حشر ہوگا۔ یہ معنی بھی ہو سکتے
ہیں کہ ایک زمانہ میں چڑیا گھروں کی شکل
میں انہیں جمع کیا جائے گا لیکن جَمْعِہِمْ
کی ضمیر کا اشارہ اگر سمٰوٰت و الارض کی
طرف لیا جائے تو یہ معنی ہونگے کہ سماوی کروں
اور زمین میں ربط قائم ہو جائے گا۔ کروں میں
باہمی ربط کا تصور تو اب بیسویں صدی میں
پیدا ہوا ہے لیکن قرآن کریم کا کمال ہے
کہ اس نے اس امکان کو آج سے ۱۴۰۰ سال
قبل ہی پیش کر دیا۔

اب رہا یہ سوال کہ کہاں کہاں زندگی
کا امکان ہے؟ اس بارے میں سائنسدان
تو بہت پر امید ہیں۔ مریخ کا تو اکثر ذکر
کیا ہے کیونکہ وہاں کے حالات زمین سے
کافی مشابہ بتلائے جاتے ہیں۔ مریخ کا دن
زمین کے دن سے صرف ۳۷ منٹ لمبا ہے اور
اس کا محور بھی اس کے مدار سے تقریباً اتنا ہی
ترچھا ہے جتنا زمین کا اسلئے موسموں کا ہیر پھیر
بھی ایک سا ہے۔ مریخ کے گرد ایک قسم کا
کرۂ ہوا بھی موجود ہے کبھی کبھار آندھیاں
اور بادل بھی آتے دکھائی دیتے ہیں خیال
ہے کہ وہاں کچھ پودے بھی اُگتے ہیں جو موسم
بہار، موسم خزاں کے ساتھ ساتھ رنگ بدلتے
ہیں بالکل اسی طرح جس طرح ہماری زمین پر
ہوتا ہے۔ اندازہ ہے کہ وہاں ابخرات بھی
موجود ہیں اسلئے قیاس کیا جاتا ہے کہ وہاں
کسی نہ کسی قسم کی زندگی موجود ہوگی۔

بعض سائنسدان تو یہ بھی کہتے ہیں کہ کائنات
میں باوجود بے شمار اختلافات کے بعض جگہ
حالات و کیفیات کی یکسانیت بھی پائی جاتی
ہے۔ اس بنا پر وہ سمجھتے ہیں کہ ہر دس لاکھ
ستاروں میں سے ایک ستارہ ایسا ہے جہاں
ہماری زمین کی طرح کی زندگی پائی جاتی ہے
ہے۔ اس حساب
میں ہی کم از کم ایک لاکھ پچاس ہزار ایسی
زمینیں ہیں جن میں حیات [illegible] موجود ہے
وہ کہتے ہیں کہ ہمارے ذہنوں میں ایک
خاص قسم کا حیات کا تصور ہے اور وہ بھی
بالکل واضح نہیں مثلاً وائرس ([illegible])

کے بارے میں ہم یہ فیصلہ ابھی تک نہیں کر پائے
ہیں کہ وہ جاندار ہیں یا بے جان۔ غرض زمین
پر کی زندگی تو حیات کا ایک نمونہ ہے اور
ممکن ہے کہ دوسرے کُروں میں حیات کی
اس سے مختلف شکلیں موجود ہوں۔

قرآن کریم بھی اس امر کا مخالف نہیں
کہ دوسرے کُروں میں آبادی ہو چنانچہ سورۃ
بنی اسرائیل آیت ۴۵ میں فرمایا۔ تُسَبِّحُ
لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ
فِيْهِنَّ یعنی ساتوں آسمان اور زمین اور
جو ان میں بسنے والے ہیں اس کی تسبیح کرتے ہیں۔

بنی اسرائیل آیت ۵۶ میں فرمایا۔ وَ
رَبُّكَ اَعْلَمُ بِمَنْ فِي السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ۔ یعنی جو وجود بھی آسمان میں
ہیں اور زمین میں ہیں سب اسی کے ہیں۔

سورۃ یونس آیت ۶۷ میں فرمایا اَلَآ
اِنَّ لِلّٰهِ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي
الْاَرْضِ۔ سنو! مخلوق کا جو فرد بھی آسمانوں
کے اندر پایا جاتا ہے اور زمین میں موجود
ہے ہر ایک اللہ ہی کا ہے۔

ان آیات میں لفظ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ
استعمال ہوا ہے مَا فِي السَّمٰوٰتِ نہیں
فرمایا۔ مَنْ کا لفظ جاندار وجودوں کیلئے
استعمال ہوتا ہے اور مَا کا لفظ بے جان
چیزوں کیلئے۔ قرآن مجید میں دونوں لفظ
استعمال ہوئے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا
ہے کہ قرآن کریم دوسرے کُروں میں حیات
پائے جانے کا مؤید ہے مخالف نہیں۔

قرآن کریم جیسی اکمل و اعلیٰ شریعت چونکہ
اس زمین کے باشندوں کے لئے آئی
اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے
میں فرمایا لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ
الْاَفْلَاكَ۔ تُو اگر نہ ہوتا تو یہ افلاک
پیدا نہیں کئے جاتے۔ اس سے معلوم ہوتا
ہے لاریب خدا کی اعلیٰ ترین مخلوق ہماری
زمین سے تعلق رکھتی ہے اور اگر دوسرے
کُروں میں حیات ہے تو وہ یقیناً انسان سے
ادنیٰ درجہ رکھتی ہے۔ واللہ اعلم
بالصواب

س ۴۔ کہکشاں کیا ہے؟

ج۔ کہکشاں تاروں بھرے اس راستہ کو کہتے
ہیں جو آسمان پر ہمیں نظر آتا ہے۔ یہ درحقیقت
تاروں کا ایک طویل جھرمٹ ہے جس میں
بعض بہت بڑے اور روشن نظر آتے ہیں
اور بعض بہت چھوٹے چھوٹے اور قریب
قریب ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ستاروں
کا ایک غبار ہے جو بکھرا ہوا ہے۔ یہ کہکشاں
جو شکل میں چکی کے پیسے پاٹ سے مشابہ ہے
کروڑوں ستاروں کا مجموعہ ہے اور ان میں
سے ہر ایک ستارہ اپنے محور کے گرد بھی گردش

کو رہا ہے اور اپنے سے بڑے کسی ستارے
کے گرد بھی گردش کر رہا ہے اور سب کے سب
اپنی رفتار اور گردش میں فِیْ فَلَکٍ یَّسْبَحُوْنَ
کے مصداق ہیں۔ یہ کہکشاں ہماری زمین کے
چاروں طرف ہے اور آسمان میں بطور
refrence line کے کام دیتی
ہے جس طرح ہم زمین پر کے مقامات کے بارے
میں کہتے ہیں کہ فلاں جگہ خطِ استواء سے مشرق
یا مغرب کی طرف ہے اسی طرح آسمان کے
ستاروں کی تعیین کہکشاں کے حوالہ سے
کی جاتی ہے۔ ہمارا نظام شمسی اسی کہکشاں کے
ایک کونے میں واقع ہے اور کہکشاں کے
نظام کے مقابلہ میں ایک بے حقیقت شے
معلوم ہوتا ہے۔ ہمارے نظام شمسی جیسے
ہزاروں لاکھوں نظام اس میں پائے جاتے
ہیں۔ ایک دلچسپ بات یہ ہے کہ ننگی آنکھ
سے تو ہمیں آسمان پر ایک ہی کہکشاں نظر آتی
ہے لیکن جدید آلات کے ذریعہ اس امر کا
انکشاف ہوا ہے کہ اس جیسی لاکھوں کہکشائیں
کائنات میں موجود ہیں اور یہ سب کی سب
محو گردش ہیں۔ ابھی تک ہم کائنات کی
وسعتوں کا صحیح اندازہ نہیں کر سکے اور نہیں
کہہ سکتے کہ اس کا ذکر کہاں ہے۔ ذٰلِکَ
تَقْدِیْرُ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ۔

س ۳۔ قطبی ستارہ کیوں ہر وقت ایک جگہ کھڑا دکھائی
دیتا ہے؟ اس کی روشنی کتنے عرصہ میں زمین تک
پہنچتی ہے؟

ج ۔ زمین اپنے محور کے گرد مغرب سے مشرق کی طرف
گھوم رہی ہے۔ اس گردش کی وجہ سے جو
ستارے محور کے دائیں یا بائیں نظر آتے ہیں وہ
سورج کی طرح روزانہ طلوع اور غروب ہوتے
ہیں یعنی یوں معلوم ہوتا ہے کہ وہ آسمان میں
حرکت کر رہے ہیں، کبھی نظر آتے ہیں اور کبھی
زمین کی اوٹ میں چلے جاتے ہیں لیکن قطبی ستارہ
محورِ زمین کے شمالی سرے کے عین اُوپر واقع
ہے اسلئے وہ زمین کی اوٹ میں نہیں چھپتا اور
نہ طلوع و غروب ہوتا ہے بلکہ اپنی جگہ قائم و
دائم نظر آتا ہے۔

سوال کا دوسرا حصہ یہ ہے کہ اسکی روشنی
کتنے عرصہ میں زمین تک پہنچتی ہے؟ اس حصہ
سوال کا جواب دینا بڑا مشکل ہے۔ درحقیقت
ستاروں کے فاصلے اس قدر طویل ہیں کہ ہمارے
اعداد و شمار ختم ہو جاتے ہیں اور فاصلہ ختم
نہیں ہوتا اسلئے ستاروں کے فاصلے نوری سالوں
میں ظاہر کئے جاتے ہیں۔ ایک نوری سال سے مراد
وہ فاصلہ ہے جو روشنی ایک لاکھ چھیاسی ہزار
میل فی ثانیہ کی رفتار سے ایک سال میں طے کرتی
ہے قطبی ستارے کے قریب جو سات ستارے
دکھائی دیتے ہیں ان کا فاصلہ اسّی نوری سال ہے
اسی سے قطبی ستارے کے بارے میں

بھی اندازہ کر لیجیے۔

مس بیگم - کیا زمین پر مصنوعی بارش برسانا ممکن ہے؟ کیسے؟

ج - ایک محدود حد تک مصنوعی بارش برسا لینے کے تجربات کیے گئے ہیں اور کیے جا رہے ہیں۔ بارش کے لیے ضروری ہے کہ بادل ہوں اور پہاڑوں وغیرہ کی موجودگی سے ایسا سامان ہو کہ ابخرات سرد ہو کر پانی کی شکل اختیار کر سکیں۔ بعض مقامات ایسے ہوتے ہیں جہاں بادل تو آتے ہیں لیکن قریب میں پہاڑ وغیرہ نہ ہونے کے باعث وہ بارش کی صورت اختیار نہیں کر سکتے۔ قدرتی طور پر انسان کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ کوئی صورت ایسی ہو کہ وہ اس کمی کو پورا کر سکے اور حسب ضرورت بارش برسا سکے۔ تجربات سے یہ معلوم ہوا ہے کہ بادل کے اکثر حصوں پر برق بار پیدا ہو جاتا ہے۔ سائنسدانوں نے سوچا کہ اگر کوئی باریک ذرے بادلوں میں اس طرح بکھیر دیے جائیں کہ برق بار دور ہو جائے اور وہ ایک مرکزے کا کام دیں جس کے گرد آبی بخارات جمع ہو کر پانی کے قطرات کی شکل اختیار کر لیں تو مصنوعی بارش برسائی جا سکتی ہے۔ چنانچہ ریت کے باریک ذرات کو برقی بار دے کر ہوائی جہاز کے ذریعہ بادلوں پر چھڑکا گیا تو ایک حد تک مصنوعی بارش کی سی کیفیت پیدا ہو گئی۔

مصنوعی بارش کا ایک طریقہ یہ بھی استعمال کیا گیا کہ ہوائی جہاز میں خشک برف کے ٹکڑے بھر کر بادلوں میں بکھیر دیے گئے۔ خشک برف سے مراد کاربن ڈائی گیس ہے جسے منجمد کر لیا جاتا ہے اور انتہائی سرد ہوتی ہے۔

ایک اور طریقہ جو بڑی کامیابی کے ساتھ استعمال کیا گیا ہے یہ ہے کہ سلور آئیوڈائڈ کو بخارات کی شکل میں منتشر کر دیا جاتا ہے۔ اس کے باریک ذرات جب ہوا کے ذریعہ بادلوں تک پہنچتے ہیں تو فوراً بارش برسا دیتے ہیں لیکن یہ اسی صورت میں استعمال ہو سکتا ہے جب ہوا عمودی سمت میں اوپر اٹھ رہی ہو۔ واضح رہے کہ سلور آئیوڈائڈ قیمتی مرکب ہے اور اس طریق کو اختیار کرنے میں بڑی لاگت آتی ہے۔ اس سے ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ قدرت کی نقالی کرنا آسان کام نہیں ـــ یہ رب العالمین خدا ہی ہے جو اپنی رحمانیت سے ہمارے لیے سہولتیں مہیا کرتا اور ہماری ضروریات کو پورا کرتا ہے۔

(باقی)

انتخاب قائدین مجالس

ایسی مجالس خدام الاحمدیہ جن میں قائدین کا انتخاب ۷۵-۱۹۷۴ء تا حال نہیں ہوا وہاں قواعد کے مطابق انتخاب کروا کر رپورٹ منظوری کے لئے جلد از جلد مرکز میں ارسال کریں۔ قائدین اضلاع اور نگران حلقہ جات اس طرف خصوصی توجہ فرمائیں۔

(معتمد مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

خدام الاحمدیہ کی ذمہ واری

سیدنا المصلح الموعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:-

"اصل چیز ذکر الٰہی، خدا تعالیٰ کی محبت اور مساجد کے ساتھ تعلق ہے۔ خدام الاحمدیہ کو چاہیئے کہ وہ نوجوانوں میں یہ باتیں پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ ان میں ذکر الٰہی کی اہمیت واضح کریں۔ ان کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کی محبت پیدا کریں اور انہیں مساجد میں زیادہ وقت صرف کرنے کی عادت ڈالیں"

(مہتمم تربیت مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

ماہانہ رپورٹ کارگزاری!

قائدین مجالس کا یہ اہم ذمہ داری ہے کہ وہ ہر ماہ کی رپورٹ باقاعدگی سے مرکز میں بھجواتے رہیں۔ ایسے قائدین مجالس جنہوں نے کسی وجہ سے اپنی کارگزاری کی رپورٹیں نہ بھجوائی ہوں جلد بھجوا دیں۔

(معتمد مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

شعبہ مال کی طرف توجہ فرمائیے!

اکتوبر ہمارے مالی سال کا آخری مہینہ ہے قائدین مجالس سے پُرزور درخواست ہے کہ اس ماہ میں مقررہ بجٹ کی سو فیصد وصولی مکمل کر لیں جس قدر کمی باقی ہے اس کو ماہ اکتوبر میں ضرور پورا کر لیں۔

قائدین اضلاع کی خدمت میں ضلعوار جائزہ بھجوایا جا چکا ہے وہ سارے ضلع کی مجالس میں سو فیصد وصولی کا اہتمام فرمائیں۔

مجالس میں جمع شدہ چندہ کی رقوم فوری طور پر مرکز میں بھجوا دی جائیں۔ قائدین مجالس اس امر کا خصوصی اہتمام کریں۔

(مہتمم مال خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

September, 1974
Monthly KHALID Rabwah
Regd. No. L 5830
Nusrat Art Press, Rabwah